REGD. No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

فون ۲۹۷۹

قیمت ۱؍

منگلوار ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۳ اخاء ۱۳۲۹ ہش	۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء	نمبر ۲۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام اسلامی ممالک کو آپس میں اقتصادی طور پر زیادہ سے زیادہ ربط و تعاون پیدا کرنا چاہیئے

طہران ۲ اکتوبر۔ آج یہاں اسلامی ملکوں کی بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس کے دوسرے سالانہ اجلاس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر خزانہ مسٹر غلام محمد نے کہا۔ اس وقت اسلامی ملکوں کے لئے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کس طرح مشترکہ طور پر مربوط اقتصادی سکیموں پر کام کیا جائے۔ درحقیقت کوئی اسلامی ملک بھی اتنا وسیع نہیں ہے کہ وہ اپنے طور پر صرف اپنے ذرائع ہی سے اقتصادی طور پر مضبوط ہو سکے ولہذا ضروری ہے۔ کہ تمام اسلامی ممالک میں باہم اقتصادی بنیادوں پر رابطہ قائم کیا جائے۔ اور علاقائی بنیادوں پر مشترکہ صنعتی منصوبہ بندی کی سکیمیں تیار کی جائیں ایک مشترکہ کمیشن پہلے سائنسی بنیادوں پر ان ممالک کا اقتصادی جائزہ لے اور سکیمیں تیار کرے۔ جدید طریقوں پر زراعت کے کام کو فروغ دیا جائے اور اس طرح ان ملکوں کے قدیم افلاس اور تنگدستی کو روبہ انحطاط کیا جائے۔ آپ نے تقریر کے آخر میں کانفرنس کو اقوام متحدہ کے مختلف اداروں سے گہرا ربط رکھنے۔ ان اداروں کے فنی امداد کے وسیع پروگرام سے فائدہ اٹھانے اور ترقی یافتہ ملکوں سے ہر قسم کی امداد حاصل کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اب وقت تعمیری کام کا ہے۔ ہمیں جلد از جلد اقتصادی جائزوں کے اہم کام کو ختم کر کے مفصلہ سکیموں پر عمل شروع کر دینا چاہیئے۔ کانفرنس کو اب ایک نیم سرکاری ادارے کی حیثیت مل جانی چاہیئے۔ سب سے آخر میں آپ نے یہ اعلان کیا۔ کہ سر آغا خاں نے اسلامی ملکوں کے لئے اقتصادیات کے ایک کالج کے قیام کے لئے چندہ دیا ہے

اخبار احمدیہ

لاہور ۲ اکتوبر۔ آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کھانسی کی شدید شکایت ہے کھانسی کی شدت کی وجہ سے گذشتہ تمام رات جاگ کر کاٹی۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرمائیں ——— لاہور ۲ اکتوبر۔ حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کی صحت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ ——— لاہور ۲ اکتوبر مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو دو دن سے ہائی بلڈ پریشر کا دورہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کمزوری بہت ہے۔ احباب موصوف کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

قوموں اور ملکوں میں باہم ربط و تعاون کیلئے ایشیائی تربیتی مرکز کا قیام

ہز ایکسی لنسی سردار عبدالرب نشتر نے افتتاح کیا

لاہور ۲ اکتوبر۔ آج صبح پنجاب اسمبلی ہال میں زراعت اور متعلقہ مسائل کے ایشیائی تربیتی مرکز کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر پنجاب ہز ایکسی لنسی سردار عبدالرب نشتر نے امید ظاہر کی کہ یہ ادارہ قوموں اور ملکوں کے درمیان ربط و تعاون کا جذبہ پیدا کرنے اور دوستانہ تعلقات کو زیادہ مضبوط بنانے میں بہت ممد ثابت ہو گا۔ آپ نے فرمایا باہمی کشیدگی اور کشمکش کے اس دور میں یہ امر واقعی باعث مسرت ہے کہ مختلف ملکوں کے نمائندے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کی خاطر ایک جگہ جمع ہوں۔ اور صدق دل سے مشترکہ مساعی عمل میں لائیں۔ ہم اس سکیم کے ذمہ دار حضرات کو اس موزوں ترین انتخاب پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ واقعی اس قسم کا تربیتی مرکز پنجاب ایسے زرعی صوبے اور لاہور جیسے تاریخی مقام میں ہی قائم ہونا چاہیئے تھا۔ تربیتی مرکز کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ہز ایکسی لنسی نے فرمایا۔ اس مرکز کا قیام جمعیت اقوام کے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا مقصد پسماندہ ملکوں کو مدد دینے کی غرض سے جملہ فنی صلاحیتوں اور علوم کو بین الاقوامی بنیادوں پر مجتمع کرنا ہے تاکہ تمام دنیا میں عوام کا معیار زندگی اس حد تک بلند ہو جائے۔ کہ وہ مستقل امن کا ضامن بن سکے۔ اس مرکز میں جو پاکستان اور جمعیت اقوام کے متعدد اداروں کی مشترکہ مساعی کا نتیجہ ہے۔ مختلف ممالک کے نمائندوں کو ترقی کے زراعتی منصوبے تیار کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی تعلیم دی جائے گی۔ اس طرح پسماندہ ممالک کے ماہرین کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔ ہز ایکسی لنسی نے دوران تقریر میں پنجاب کے ان ترقیاتی منصوبوں پر بھی روشنی ڈالی جنہیں آجکل عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے اور جن کا مطالعہ تربیتی مرکز کے اراکین کیلئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ہز ایکسی لنسی کی تقریر کے بعد مرکز کے ڈپٹی ڈائرکٹر مسٹر کمال سیان دینرنے جو اس مرکز کے قیام کے سلسلے میں جمعیت اقوام کی طرف سے آئے ہوئے ہیں، ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے حکومت پاکستان کے تعاون اور گہری دلچسپی کا شکریہ ادا کیا۔ اس مرکز میں تربیت حاصل کرنے کے لئے دس ایشیائی ملکوں نے اپنے نمائندے بھیجے ہیں جن میں سب سے زیادہ تعداد پاکستان کی ہے

بعض ماہرین اقتصادیات امریکہ برطانیہ ہالینڈ اور ترکی سے تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دینے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ نیز پاکستان نے بھی اپنے ۱۶ ماہرین کی خدمات پیش کی ہیں۔ پاکستان کے علاوہ جاپان نے ۷ ہندوستان نے ۷ تھائی لینڈ نے ۲ انڈونیشیا نے ۵ نیپال نے ۳ برما نے ۲ اور نیوگنی نے ایک نمائندہ برائے حصول تربیت بھیجا ہے [illegible]

پاکستان پارلیمان کی کارروائی!

کراچی ۲ اکتوبر۔ آج پارلیمنٹ میں بعض سوالات کے جواب میں بتایا گیا۔ کہ فی الحال چاٹگام میں ۴ ہزار کلوواٹ کا ایک ڈیزل اسٹیشن قائم ہے لیکن ۱۵ ہزار کلوواٹ کا ایک اور بجلی گھر قائم ہو رہا ہے۔ پٹ سن کے سرکاری ۵ کارخانوں کے علاوہ ۳ کارخانے نجی طور پر قائم کئے جا رہے ہیں۔ موجودہ مالی سال میں کپڑے کے کارخانوں میں ۱۵-۱۵ سو گز کی ۷۵ ہزار گانٹھیں تیار ہو سکیں گی۔ اور کھڈیوں سے ۱۵-۱۵ سو گز کی ڈیڑھ لاکھ گانٹھیں حاصل ہو سکیں گی۔ اس اجلاس میں ایک بل برطانی کمپنیوں کے متعلق بھی پیش ہو رہا ہے کہ ان کو ۱۹۴۷ء کے ایکٹ کی دفعہ ۱۸ کی رو سے جو سٹیٹ بنک کی اجازت کے بغیر قرض لینے کی رعایت حاصل ہے وہ واپس لے لی جائے۔

پارلیمنٹ رائے عامہ کا جائزہ لینے کے لئے مسٹر نذیر احمد کا یہ بل برائے گشت بھیج رہی ہے کہ انکم ٹیکس دینے والے لوگوں کے لئے جہیز دینے کی حد ۵۰۰ اور نہ ادا کرنے والوں کے لئے ۲۰۰ کی حد مقرر کر دی جائے۔ آج بل کے حق میں جو تقریریں ہوئیں ان میں بیگم جہاں آرا شاہ نواز بیگم۔ شائستہ اکرام اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

٭ پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان دوستی کے ایک معاہدے پر دستخط ہو جائیں گے۔

اتحادی فوجوں کی ۳۵ میل تک پیش قدمی

ٹوکیو ۲ اکتوبر۔ آج اتحادی فوجیں شمالی کوریا کے اندر دن میں ۳۵ میل تک آگے نکل گئیں اور ہراول دستوں نے یانگ یانگ سے جس پر انہوں نے آج صبح قبضہ کیا تھا ۱۲ میل شمال کی طرف ایک اور اہم قصبے پر قبضہ کر لیا۔ امریکی طیارے آج دن بھر شمالی کوریا کے دارالحکومت پیونگ یانگ پر بم باری کرتے رہے

کراچی ۲ اکتوبر۔ پاکستان کو ہندوستان سے ایک تار اس امر کا وصول ہوا ہے کہ ہندوستان وسیع بنیادوں پر تجارتی معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان نے اس سلسلے میں ٹھوس تجاویز طلب کی ہیں۔

کراچی ۲ اکتوبر۔ آج یہاں اس امر کا انکشاف سعودی عرب کے سفیر نے کیا کہ عنقریب حجاز میں ٭٭

نزدیک و دور سے!

لاہور ——— ۲ اکتوبر۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے پنجاب کے مخیر حضرات نے جو چندہ اس وقت تک دیا ہے اس کی تعداد ۲۶ ہزار ۶ سو ۳۴ روپے تک پہنچ چکی ہے۔

پیکنگ ——— ۲ اکتوبر۔ کل چینی عوامی حکومت کی فوجوں کے کمانڈر انچیف نے اپنی فوجوں کو خطاب کرتے ہوئے تاکید کی کہ وہ ہر لمحہ جنگ کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ اپنے ہمسایہ ملک پر کسی بیرونی ملک کا حملہ ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے یہ تقریر جنگ کوریا سے اپنے ملک کے عوام میں اضطراب پیدا ہونے کے پیش نظر کی۔ چینی کمیونسٹ وزیر اعظم نے بھی اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

کراچی ——— ۲ اکتوبر۔ آل پاکستان مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ۸ اکتوبر کو کراچی میں ہو گا جس میں چودھری خلیق الزمان کے استعفے پر غور کیا جائے گا۔

نیویارک ——— ۲ اکتوبر۔ معاہدہ اوقیانوس کی کونسل نے متوقع روسی جارحانہ پیش قدمی کے مقابلے کے لئے جو مشترک دفاعی فوج تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے ماتحت آخر تک چالیس پوری طرح مسلح ڈویژن تیار کی جائیں گی۔

لاہور ——— ۲ اکتوبر۔ پنجاب کی فصل کپاس بابت سال ۱۹۵۰ء کے پہلے اندازے کے مطابق کل زیر کاشت رقبے کا تخمینہ پندرہ لاکھ ۵۵ ہزار پانچ سو ایکڑ لگایا گیا ہے جس میں ایک لاکھ ۳۹ ہزار آٹھ سو ایکڑ اراضی پر دیسی اور چودہ لاکھ پندرہ ہزار سات سو ایکڑ رقبے پر امریکی کپاس بوئی گئی ہے۔

ضروری اطلاع

چونکہ سیلاب سے متاثرہ علاقہ میں پرچہ غیر معمولی خرچ کے بعد پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے تا بحالیٔ حالات ان علاقوں میں یا ایسے علاقوں سے گزر کر جانے والے پرچہ کی قیمت ۲؍ ہو گی۔ ایجنٹ حضرات اور خریداران اس مجبوری کا خیال رکھیں۔ حالات درست ہوتے ہی معمولی نرخ پر دستیاب ہونے لگے گا۔

(مینیجر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد ایڈیٹر [illegible] پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر [illegible] لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل لاہور
۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح گڑگڑا گڑگڑا کر توبہ کرو!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذیل میں ہم معاصر سہ روزہ "کوثر" کا ایک مقالہ افتتاحیہ بجنسہٖ درج کرتے ہیں:۔

"اللہ کی پناہ طلب کرو"

سیلاب اور دوسرے مصائب میں ہمارا فرض

کائنات موت وحیات اور ان کے سلسلے کے جملہ معاملات کے بارے میں دو نظریے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں ایک نظریہ جو سب سے زیادہ قدیم ہے اور جس پر نوع انسانی کے بہترین افراد کا اتفاق رہا ہے۔ یہ ہے کہ یہ کائنات، اللہ تعالےٰ نے ایک خاص قانون پر پیدا کی ہے۔ اور ایک خاص مقصد اور ضابطے کے مطابق چل رہی ہے۔ اس میں جو کچھ ہوتا ہے کسی قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ زندگی موت آرام اور تکلیف عذاب وثواب راحت و مصیبت ہر ایک شے کا ایک ضابطہ ہے۔ اور یہ ضابطہ انسان کے اعمال کے ساتھ وابستہ ہے افراد اور قوموں کے اعمال کے کچھ نتائج اللہ تعالےٰ نے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جو ان اعمال کے مطابق نکلتے رہتے ہیں۔ جو لوگ اس نظریے اور اصول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ہر راحت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور ہر تکلیف پر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع۔ شکر کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں۔ اور رجوع کے معنے یہ کہ وہ اپنے اعمال بد سے توبہ کرکے نیک اعمال کی طرف رغبت اختیار کرتے ہیں۔

دوسرا نظریہ اس کے بالکل برعکس ہے اور اس کے قائل راحت وکامرانی کو اپنے اعمال کا کرشمہ اور تکلیف ومصیبت کو دوسروں کی شرارت قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ راحت وکامرانی پر مغرور ہو کر زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں۔ اگر ظلم کر رہے ہیں تو زیادہ ظالم۔ اگر عیاشی میں مصروف ہیں تو اس میں زیادہ غرق اور تکلیف ومصیبت میں دشمنوں کے زیادہ دشمن۔ یا اگر مغلوب ہو گئے ہیں۔ تو زیادہ ذلیل وخوار۔ ان کے نزدیک یہ کائنات محض ایک حادثہ ہے۔ اس کا کوئی پروردگار اور مالک نہیں۔ اور انسان دوسری مخلوق کی طرح ایک خودرو اور خود مختار اور غیر جوابدہ جانور ہے۔

پھر دونوں اصولوں اور ذہنیتوں کے پیروؤں کا طرز عمل فطری عوامل پر بھی مختلف ہوتا ہے۔ اول الذکر سیلابوں اور قحطوں وباؤں اور زلزلوں آندھیوں اور صرصروں پر خدا کے دیئے ہوئے وسائل کے ذریعہ مصائب کے نتائج سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اپنے پروردگار کے خوف سے لرز کر اس کی حفاظت اور پناہ میں جانے کی جلدی کرتے ہیں کیونکہ یہ فطری عوامل ہرچند انسان کے بس میں نہیں مگر وہ ان کی پروردگار کی مٹھی میں ہیں۔ اور اسی کے حکم سے وہ حرکت میں آتے ہیں۔ اس طرح وہ دعا اور دوا دونوں حربوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اس کائنات کا کاروبار خدا کی مشیت اور خدا کی رضا دونوں پر ہی چل رہا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ان حقائق کو جو اللہ ہی کی کتاب کے سرسری مطالعے سے ہمیں حاصل ہوا ہے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اقوام سابقہ پر ان کے اعمال بد اور سرکشیوں کے باعث عذاب آئے جن قوموں نے اللہ کی طرف رجوع کر لیا اللہ تعالےٰ کا دامن تھام لیا۔ اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لی وہ عذاب دنیا سے بچ گئیں۔ جنہوں نے سرکشی کا قدم نہ روکا وہ ہلاک ہو گئیں۔ ان میں سے بعض قوموں پر آسمان سے بجلی گری۔ بعض پر پانی برسا بعض پر آندھی چلی۔ بعض زلزلے سے ہلاک ہوئیں۔ بعض کو غرق کر دیا گیا اور بعض کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور یہ سارے واقعات محض حوادث اور اتفاقات نہیں تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کی سوچی سمجھی ہوئی تدبیر کا نتیجہ ہماری قوم اسی دین کی پیرو ہے۔ جس کے مطابق یہ کائنات اللہ کے حکم وفرمان کے ماتحت چل رہی ہے۔ اور آجکل ہمارے ملک کا ایک حصہ سیلاب کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور اس طرح مبتلا ہے کہ حکومت اور قوم کی کوئی تدبیر اسکے روکنے پر قادر نہیں۔ آسمان سے موسلا دھار مینہ برس رہا ہے۔ پہاڑوں کا پانی دریاؤں کے کناروں سے اچھل کر ہماری بستیوں کو بہاتا چلا جا رہا ہے انسانی تدبیروں کے اعتبار سے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ لوگوں کو پہلے سے خبردار کر دیں۔ تاکہ وہ خدا کے لشکروں کے آگے اٹھ بھاگیں۔ اور کسی پناہ کی جگہ پہونچ جائیں۔ گویا سلیمان کا لشکر چیونٹیوں کی وادی میں داخل ہو رہا ہے اور چیونٹے اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو روند ڈالیں۔ اور بھاگنے والوں کو پناہ کی جگہ میں پہونچا دیں۔ ان کے لئے کھانے کپڑے اور دوائیوں کا انتظام کر دیں اور انسانی ہمدردی کے اعتبار سے ہم جو خدمت اپنے بھائیوں کی کر سکتے ہیں کر گزریں۔ لیکن ان سیلابوں کو روکنے کی طاقت ہم تو کیا کہ ہمارے وسائل بہت ہی محدود ہیں وہ قومیں بھی نہیں رکھتیں جو خدائی کے نقارے پر چوب مار رہی ہیں۔ جب عذاب الٰہی آتا ہے تو وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح ہلاک ہو کر رہ جاتی ہیں۔

جہاں تک انسانی تدبیروں کا تعلق ہے ہماری حکومت ہماری قوم اور اس کی مختلف جماعتیں اپنا انسانی اور اسلامی فرض ادا کر رہی ہیں لیکن یہ کافی نہیں ہے عذاب الٰہی کے یہ ریلے جب تک نہ رکیں۔ ہم کب تک ریلیف اور امداد کے بند باندھتے رہیں گے۔ ضرورت ہے کہ مصیبت زدوں کی امداد وخدمت کے ساتھ اس حقیقی سبب کو بھی دور کیا جائے۔ جو اس عذاب کے نزول کا باعث ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے اعمال ایسے نہیں رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو۔ نہ صرف انفرادی طور پر ہماری قوم میں سرکشی اور عدوان کا سیلاب امڈ پڑا ہے۔ بلکہ قومی اجتماعی اور مجموعی طور پر بھی ہماری قوم نے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چھوڑ دیا ہے۔ انفرادی حیثیت سے دیکھئے کہ ہماری قوم کے اعمال کس قسم کے ہیں۔ کیا وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ یا وہ جن سے اس نے اپنی نفرت وناراضامندی کا اعلان فرمایا ہے۔ ہم تفصیل میں نہیں جانا چاہتے ہماری سرکشی کا یہ عالم ہے کہ ہمارے شب وروز منہیات شرعی کا ارتکاب کرتے گزرتے ہیں۔ راوی میں سیلاب امڈتا ہے۔ بندگان خدا میں کہرام مچ جاتا ہے۔ لاکھوں انسانوں کو موت گھورتی ہوئی نظر آتی ہے مگر ٹھنگ ناچوں سے دل بہلایا جا رہا ہے۔ ریڈیو پر رنڈیاں شہوت انگیز گیت گا رہی ہیں حد یہ ہے کہ عین اس روز کہ سیلاب زوروں پر تھا۔ مرزا کامران کی بارہ دری میں عین ساحل دریا پر ارباب نشاط کا گانا ہو رہا تھا۔ چوریاں۔ ڈاکے۔ عیاشیاں۔ رشوتیں۔ ظلم اور فساد کسی شے میں کمی نہیں آتی تھی۔

پھر قومی اور جماعتی حیثیت سے ہمارا طرز عمل خدا تعالےٰ کے غصہ کو اور زیادہ بھڑکانے والا ہے ہم نے ڈیڑھ برس سے اعلان کر رکھا ہے کہ ہم دینی زندگی کا سانچہ خدا کی مرضی کے مطابق بنائیں گے۔ مگر ہر روز اس اعلان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتے رہتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ امت محمدیہ پر اس قسم کا عذاب نازل نہیں فرمائے گا جس قسم کے عذاب اقوام سابقہ پر نازل ہوئے اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ مگر انتباہ کے لئے۔ توبہ وانابت پر آمادہ کرنے کے لئے۔ اصلاح پر مائل کرنے اور جگانے کیلئے خدا کا تازیانہ عبرت ضرور حرکت میں آتا رہیگا اور یہ سیلاب اور اس کی جلو میں آنے والی مصیبتیں اس غرض سے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کریں اپنے اعمال بد سے توبہ کریں۔ سرکشی کا قدم روکیں۔ اور اپنے پروردگار کے سامنے اپنی پیشانیاں جھکا دیں اور اس سے اپنا معاملہ درست کرنے کی کوشش کریں۔

جب سیلاب کی خبریں آتی ہیں تو بستیوں میں ایک ایک گھر سے اذان کی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ اس امر کی علامت ہے کہ ہماری قوم کے عوام کا اسلامی ضمیر مردہ نہیں ہوا مگر صرف اذانوں سے کام کب تک چلے گا۔ ضرورت ہے کہ ہماری قوم یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح گڑگڑا گڑگڑا کر اللہ کے حضور توبہ کرے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور اس نے جو عہد فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اللہ سے کئے ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔" (کوثر یکم اکتوبر ۱۹۵۰ء)

اس مقالہ میں فاضل مدیر کوثر نے قرآن کریم کے حوالہ سے دنیا میں ایسے عظیم عذابوں کے آنے کی اصل وجوہات کی طرف نہایت بلیغ اشارے کئے ہیں اور آپ نے واقعی اس مختصر تحریر میں انسانی زندگی کے اس پہلو پر اچھی خاصی روشنی ڈالی ہے جس کی ہم تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بے شک دوسرے اسلامی اخبارات میں بھی اس حقیقت پر بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن "کوثر" کا یہ افتتاحیہ سب سے زیادہ واضح اور سب سے زیادہ مؤثر انداز میں لکھا گیا ہے۔ تمام اقوام کے موجودہ اخلاق کا نقشہ کھینچ کر اور پھر مسلمانوں کے موجودہ اخلاق کا خاص طور پر جائزہ لے کر دنیا کی موجودہ اخلاقی پستی کو عذاب الٰہی کے نزول کی حقیقی وجہ ثابت کرکے اور موجودہ عذاب سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین فرما کر مدیر "کوثر" نے ملک وقوم کی قابل قدر خدمت کی ہے۔

جہاں تک اس افتتاحیہ میں ایسے عذابوں کی اصل وجوہات اقوام کے اخلاق بگڑ جانے کو ٹھہرایا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس حد تک مدیر کوثر کا استدلال قرآن کریم کے مطابق ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ مدیر کوثر نے بعض دوسری شرائط کو جو ایسے عذاب الیم نازل کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ نے اپنے رحمٰن۔ رحیم اور غفور ہونے کی وجہ سے لگا رکھے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے یہاں ہم ان میں سے صرف ایک شرط کا ذکر کریں گے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا

"یعنی ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی کے بیمہ کے متعلق اسلامی نظریہ

ایک جائز ضرورت کو ناجائز طور پر پورا کرنیوالا نظام

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

سید ولی اللہ شاہ سلمہ مبلغ افریقہ اپنے ایک بزرگ کے ذریعہ دریافت کرتے ہیں کہ زندگی کے بیمہ کے متعلق جس کا اس زمانہ میں وسیع رواج ہو رہا ہے اسلامی نظریہ کیا ہے۔ اور آیا اسے جائز سمجھنا چاہیئے یا ناجائز؟ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ جہاں تک اس مسئلہ میں فتوے کے پہلو کا سوال ہے وہ جماعت احمدیہ کے مفتی (مولوی سیف الرحمٰن صاحب فاضل) ربوہ سے دریافت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فتوے دینا صرف ان کا کام ہے نہ کہ میرا یا کسی اور کا۔ البتہ اس سوال کے متعلق عام اسلامی نظریہ ہر شخص اپنے علم کے مطابق بیان کر سکتا ہے۔ اور میں اس بارے میں اپنا خیال مختصر طور پر درج ذیل کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیئے کہ زندگی کا بیمہ جس صورت میں کہ وہ آج کل رائج ہے اور جہاں تک مجھے اس کا علم ہے مجملاً یہ ہے کہ ملکی قانون کے ماتحت رجسٹر ہو کر مختلف بیمہ کمپنیاں قائم ہوتی ہیں۔ یہ کمپنیاں تجارتی اصول پر قائم کی جاتی ہیں۔ اور مناسب طریق پر سرمایہ مہیا کرنے کے بعد اپنا کام شروع کرتی ہیں کام کا طریق یہ ہوتا ہے کہ یہ کمپنیاں اپنے مصالح اور پروگرام کے مطابق بعض سکیمیں تیار کرتی ہیں جنہیں بیمہ کمپنی کی اصطلاح میں پالیسی کا نام دیا جاتا ہے۔ اور پھر ان مختلف پالیسیوں کے مطابق خواہشمند لوگ اپنی اپنی پسند کی پالیسی اختیار کر کے اپنی زندگیاں اس کمپنی کے دفتر میں بیمہ کرا دیتے ہیں۔ جس کا طریق عموماً یہ ہوتا ہے (میں اس جگہ تفصیل کو نظر انداز کر رہا ہوں) کہ بیمہ کرانے والا شخص اپنے پاس سے کچھ روپیہ بیمہ کمپنی کو قسطوں میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اسکے مقابل پر بیمہ کمپنی اس بات کی پابندی لیتی ہے کہ وہ اس شخص کے مرنے پر (یا ایک مقررہ میعاد کے گزرنے پر یعنی جیسی بھی صورت ہو) اس شخص کے ورثاء کو (یا خود اس شخص کو یعنی جو بھی فیصلہ ہو) اس قدر روپیہ ادا کرے گی۔ ان دونوں رقموں میں (یعنی وہ رقم جو بیمہ کمپنی بیمہ کرانے والے شخص سے وصول کرتی ہے اور وہ رقم جو بیمہ کمپنی بیمہ کرنے والے شخص یا اس کے ورثاء کو ادا کرتی ہے) بسا اوقات کافی فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق عموماً دو اصولوں پر مبنی ہوتا ہے اوّل۔ یہ کہ بیمہ کرانے والا شخص بیمہ کرانے کے بعد بیمہ کی مقررہ میعاد کے مقابل پر کتنی لمبی عمر پاتا یا کتنی جلدی مرتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اسے بیمہ کمپنی کے مقررہ اصولوں کے ماتحت اپنی رقم پر کتنے سود کا حق پیدا ہوتا ہے۔ ان دو اصولوں کے مطابق بیمہ کمپنی بیمہ کرانے والے شخص کے ورثاء کو (یا خود اسکو یعنی جو بھی صورت ہو) اس کی اختیار کردہ پالیسی کے ماتحت مقررہ رقم ادا کر دیتی ہے۔ زندگی کے بیمہ کا یہ ایک نہایت مختصر سا اجمالی نقشہ ہے۔ جس کے مطابق عموماً آجکل زندگی کے بیمے ہوتے ہیں۔ اور اس انتظام کے ماتحت لوگ اس بات کے متعلق تسلی پا جاتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد یا ان کی اپنی زندگی میں جیسی بھی صورت ہو ان کے اہل و عیال دنیا میں بے سہارا نہیں رہیں گے۔ بلکہ انہیں ان کی پسند کردہ "پالیسی" کے مطابق معقول رقم مل جائیگی۔ جو بعض اوقات ان کی داخل کردہ رقم سے کافی زیادہ ہوتی ہے۔

سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اس میں شبہ نہیں کہ یہ انتظام اپنے اندر بعض خوبیاں رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی ایسی جائداد نہیں رکھتے۔ جس سے ان کے بعد ان کے اہل و عیال کے گزارہ کے مطابق آمدن پیدا ہو سکے۔ اس انتظام سے کافی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اس کے مفید ہونے سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دوسری طرف ہمارا عادل و امین مذہب اسلام تو اس حکیمانہ شان کا مذہب ہے کہ وہ شراب اور جوئے تک کو قطعی حرام قرار دینے کے باوجود ان کی بعض خوبیوں کو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔

(سورۃ بقرہ آیت ۲۲۰)

"یعنی اے رسول تجھ سے لوگ شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو ان سے کہدے کہ ان دونوں چیزوں میں بھاری نقصانات ہیں۔ مگر ان میں لوگوں کے لئے کچھ فوائد بھی ہیں۔ لیکن ان کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔"

اس نہایت درجہ پر حکمت کلام میں خدا تعالےٰ نے شراب اور جوئے کو حرام قرار دینے کے باوجود ان کے بعض فوائد کو برملا تسلیم کیا ہے پس ہمیں بھی اس بات سے ہرگز انکار نہیں کہ زندگی کے بیمہ میں بھی بعض پہلو یقیناً مفید اور بے سہارا لوگوں کے لئے تسلی اور تسکین کا موجب ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک ابدی صداقت ہے کہ قومی اور ملکی قوانین کے بنانے میں صرف یہی بات نہیں دیکھی جاتی کہ کسی قانون میں کوئی فائدہ کا پہلو ہے یا نہیں بلکہ اس کے فوائد اور اس کے نقصانات دونوں کو باہم تول کر اور موازنہ کر کے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی چیز کے فوائد اس کے نقصانوں سے زیادہ ہوں تو اسے مناسب حد بندیوں اور شرائط کے ساتھ جائز قرار دے دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی چیز کے نقصان کا پہلو اس کے منافع کے پہلو سے زیادہ بھاری ہو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے شراب اور جوئے کے تعلق میں صراحتہً بیان فرمایا ہے۔ تو اسے ناجائز شمار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ زرّین اصول ہے جسے قرآن شریف نے آج سے چودہ سو سال پہلے اختیار کیا۔ اور آج دنیا بھر کی مہذب حکومتیں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اسی اصول پر عمل پیرا ہیں سمجھ کی غلطی کی وجہ سے یا اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کی اہمیت نہ جاننے کے باعث ٹھیک راستے سے بھٹک جانا اور بات ہے۔ لیکن جہاں تک خالص اصول کا تعلق ہے غالباً آج دنیا کی کوئی مہذب قوم اور دنیا کا کوئی مہذب ملک اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ کسی قانون کو جاری کرتے ہوئے محض فائدہ کے پہلو کو دیکھنا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ فائدہ اور نقصان دونوں پہلوؤں کو دیکھنا اور پھر ان متقابل پہلوؤں کا باہمی موازنہ کرنے کے بعد فیصلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جسے قرآن شریف نے آج سے چودہ سو سال قبل شراب اور جوئے کو حرام قرار دیتے ہوئے نہایت واضح الفاظ میں پیش کیا ہے۔

اسی طرح سود کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے کہ:۔

الذین یأکلون الربٰوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ۔ ۔ ۔ ومن عاد فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون یمحق اللہ الربٰوا و یربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم۔

(سورۃ بقرہ ۲۷۶، ۲۷۷)

"یعنی وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ بظاہر اپنے پاؤں پر کھڑے تو ہو جاتے ہیں مگر ان کا کھڑا ہونا ایسا ہی ہوتا ہے کہ جیسے شیطان نے انہیں سہارا دے کر کھڑا کر دیا ہو مگر اس مس شیطان کی وجہ سے ان کی قلبی طاقتیں مختل ہو جاتی اور ان کے لئے اذیتوں اور فتنوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ۔ ۔ پس اگر اب بھی کوئی شخص سود سے باز نہیں آئے گا۔ تو ایسے لوگ سن لیں کہ وہ آگ میں جلیں گے (یعنی اس دنیا میں مادی ذہنیت کی جلن اور جنگوں وغیرہ کی آگ اور آخرت میں عذاب کی آگ) اور ایسی آگ میں ہمیشہ جلتے چلے جائیں گے۔ سن لو کہ سود کو خدا مٹانا چاہتا اور صدقات کو بڑھانا چاہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے حکیمانہ حکموں کے ناشکرگزار بندوں اور گنہگار لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔"

اس حکیمانہ آیت میں، یہ لطیف اشارہ کیا گیا ہے کہ بے شک بعض اوقات سود لوگوں کے لئے ظاہری قیام کا موجب بن جاتا ہے۔ لیکن یہ قیام ایک شیطانی قیام ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بالآخر قلب انسانی کے اعلےٰ قوےٰ تباہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور دکھوں اور فتنوں کا دروازہ کھل جاتا ہے (یہ لفظ یتخبطه کا لفظی ترجمہ ہے) اور پھر آگے چلکر اس کی تشریح فرمائی ہے کہ سود سے قومی لحاظ سے لڑائیوں اور جنگوں کی آگ کا رستہ کھلتا ہے۔ اور انفرادی لحاظ سے وہ اس لطیف روح کو کچل کر رکھ دیتا ہے جو صدقات کے ذریعہ خدا تعالےٰ لوگوں کے دلوں میں باہم ہمدردی اور تعاون اور موالات پیدا کرنا چاہتا ہے

اوپر کی دو اصولی آیتوں سے ہمیں ذیل کی دو اہم باتوں کا سبق حاصل ہوتا ہے:۔

(۱) ایک یہ کہ ہو سکتا ہے کہ ایک بات میں بعض فوائد کے پہلو ہوں۔ لیکن اگر اس کے نقصان کے پہلو اس کے فوائد کے پہلو سے بھاری ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اس کے فوائد کے باوجود مومنوں کو ایسی چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ اسے اختیار کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ انسان چار آنے کے لالچ میں ایک روپیہ کھو بیٹھے۔

(۲) دوسری بات ان آیات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ سود اور جوا (شراب کا اس بحث سے تعلق نہیں) ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے بعض فوائد کے باوجود ان کے نقصانات کا پہلو اتنا بھاری ہے کہ مومنوں کو ان سے بہرحال اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور پھر ان آیات نے ان نقصانات کی نوعیت کی طرف اصولی اشارہ بھی کر دیا ہے۔ مگر اس جگہ اس کی تشریح میں جانا ہمارے موجودہ مضمون کے دائرے سے تعلق نہیں رکھتا

اس تمہید کے بعد اور دراصل اس تمہید میں ہی اصل جواب آ جاتا ہے یہ جاننا چاہیئے کہ چونکہ اس وقت زندگی کے بیمہ کی جو پالیسیاں ہمارے ملک میں رائج ہیں ان میں (جہاں تک مجھے علم ہے) لازماً سود اور جوئے کا عنصر داخل ہو جاتا ہے اور اسلام نے ان دونوں چیزوں کو قطعی طور پر حرام کیا ہے۔ اس لئے زندگی کا بیمہ بھی (جس صورت میں کہ وہ آجکل رائج ہے) اسلامی تعلیم کے ماتحت ناجائز سمجھا جائے گا۔ ہمیں یقیناً اس سوال کے ساتھ ہمدردی ہے کہ خدا کے بتائے ہوئے ظاہری اسباب کے ماتحت ہر باپ یا ہر گارڈین کا یہ فرض ہے کہ اس کے لئے جہانتک ممکن ہو اور جہانتک اس کے حالات اجازت دیں اپنے پیچھے رہنے والے اہل و عیال کے گذارے کی تدبیر سوچے اور انہیں حتی الوسع بے سہارا چھوڑ کر نہ جائے

لیکن ظاہر ہے کہ یہ انتظام ان بنیادی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے جو خدائے اسلام نے مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کیلئے مقرر فرمائے ہیں اور اس میں کوئی عنصر ناجائز اور حرام باتوں کا ہرگز شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کہنا کہ مستقبل کا انتظام اپنی ذات میں ایک اچھی چیز ہے یقیناً درست ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اسی دور اندیشانہ اصول کے ماتحت اسلام نے ورثہ کا قانون جاری فرمایا ہے اور پھر اسی اصول کے ماتحت اسلام نے یہ ہدایت بھی دی ہے کہ کوئی شخص کسی غیر وارث شخص کے لئے اپنی جائداد کے تیسرے حصہ سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ کم از کم دو تہائی حصہ بہرحال وارثوں کے لئے محفوظ رہنا چاہیئے۔ اور اصولی طور پر بھی قرآن شریف ہدایت فرماتا ہے کہ:-

ولتنظر نفس ما قدمت لغد

(سورہ حشر آیت ۱۹)

"یعنی انسان کو صرف حال میں ہی مستغرق نہیں رہنا چاہیئے بلکہ مستقبل کی طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس کا مستقبل محفوظ ہے یا نہیں"

یہ آیت حقیقۃً اُخروی اعمال کے پیش نظر نازل کی گئی ہے اور اس میں انسان کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ وہ اپنے دنیا کے اعمال میں آخرت کے حساب کتاب کو مدنظر رکھے۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ اس آیت میں اس عمومی اصول کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنے دنیوی اعمال میں بھی مستقبل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور اپنے پیچھے اہل و عیال کا انتظام لازماً ہمارے مستقبل کا حصہ ہے۔ اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی سعد بن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ:-

اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ
خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً
يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ۔

(بخاری کتاب الوصایا)

"یعنی یہ بات کہ تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے غنی چھوڑ کر جائے۔ اس بات سے بہت بہتر ہے کہ تو انہیں کنگال چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں"

ان آیات قرآنی اور ان احادیث سے ظاہر ہے کہ اسلام نے مستقبل کے انتظام کو ہرگز ناپسند نہیں کیا (خاص متوکل لوگوں کا استثنائی معاملہ جداگانہ ہے جن کا کفیل خود خدا ہوتا ہے) بلکہ اسے بہتر خیال کیا ہے اور اس کی تحریک فرمائی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس وجہ سے ناجائز چیزوں کا استعمال جائز سمجھا جا سکتا ہے۔ حرام چیز بہرحال حرام ہے اور اگر وہ کسی حلال چیز میں داخل ہو گی تو لازماً اسے بھی حرام کر دے گی۔ مثلاً دودھ ایک حلال اور طیب چیز ہے مگر کوئی ہوشمند انسان ایسے دودھ کو نہیں پی سکتا۔ جس میں چند قطرے پیشاب کے بھی شامل کر دیئے گئے ہوں۔ پس بے شک مستقبل کا انتظام سوچنا نہیں بلکہ ہر طرح جائز اور واجبی ہے۔ مگر اس انتظام میں سود اور جوئے (یعنی اتفاق کی کھیل) کو شامل کرنا کسی طرح جائز نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ وہ چیزیں ہیں جو بالآخر اس انتظام کی ساری برکت کو تباہ کر کے رکھ دیں گی۔

الغرض چونکہ آجکل بیمہ زندگی کی مروجہ پالیسیوں میں جہانتک مجھے علم ہے لازماً کسی نہ کسی جہت سے جوئے اور سود کا عنصر داخل ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں اسلام میں قطعی طور پر حرام ہیں اس لئے موجودہ زندگی کا بیمہ بھی جو ان عناصر کا مرکب ہو ہرگز جائز نہیں سمجھا جا سکتا ہاں اگر کوئی ایسی پالیسی ایجاد ہو جائے جو سود اور جوئے کے عنصر سے بالکل پاک ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا یقیناً جائز ہوگا بلکہ یہ ایک اہم قومی ضرورت کو پورا کرنے والی چیز ہو گی جس کے لئے سب خدام اسلام اس کے موجد کے ممنون اور شکر گذار ہوں گے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بیمہ کا مسئلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہیں تھا بلکہ خالصۃً موجودہ زمانہ کی پیداوار ہے۔ اس لئے اس کے متعلق شریعت میں براہ راست کوئی حکم یا ہدایت موجود نہیں پس لازماً اس کے متعلق اسلام کی اصولی تعلیم کی روشنی میں قیاس کرنا ہو گا اور یہ قیاس سود اور جوئے کے صریح اور واضح احکام کی موجودگی میں یقیناً اس کے خلاف جاتا ہے۔

لیکن دوسری طرف موجودہ زمانہ کے پیچدار اقتصادی مسائل کا یہ تقاضا ہے کہ اس بارے میں کوئی نہ کوئی انتظام سوچا جائے۔ یہ درست ہے کہ اگر کامل اسلامی حکومت جسے مثالی یعنی آئیڈیل حکومت کہنا چاہیئے قائم ہو اور وہ نعوذ باللہ دیوالیہ نہ ہو چکی ہو تو ایسی حکومت کے وسیع ذرائع اور وسیع اختیارات کے ہوتے ہوئے یہ سوال حقیقۃً پیدا ہی نہیں ہوتا اور لوگ اس ارضی جنت کو حاصل کر لیتے ہیں جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ:-

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى
وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى۔

(سورہ طٰہٰ رکوع ۷)

"یعنی سچی بہشتی زندگی (جو اس مادی عالم سے تعلق رکھتی ہے) یہ ہے کہ اے انسان تو اس میں بھوکا نہ رہے اور نہ ہی ضروری لباس سے محروم ہو اور نہ ہی پانی کی تکلیف اٹھائے اور نہ ہی سر چھپانے کی جگہ کے بغیر گرمی میں مارا مارا پھرے"!

مگر جب تک حکومت کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ ضروری ہے کہ اقتصادیات کے ماہروں اور شریعت اسلامی میں گہری نظر رکھنے والوں کی ایک مشترکہ کمیٹی کے ذریعہ ایسی تدابیر کا جائزہ لیا جائے جن سے یا تو زندگی کے بیمہ کی کوئی ایسی صورت دریافت ہو جائے جس میں سود اور جوئے کے عنصر کا دخل نہ ہو اور یا بیمہ زندگی کے مقابل پر کوئی اور ایسا انتظام سوچا جائے جو قوم کی بے سہارا عورتوں اور بے سہارا بچوں اور بے سہارا بوڑھوں کے لئے تسلی بخش قیام کا موجب ہو۔ ورنہ دیندار لوگ تو بہرحال رکیں گے خواہ انہیں اس کے لئے اپنا سب کچھ کھونا پڑے مگر اس بھوکے بیل کی طرح جو ایک چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر قریب کے سبز کھیت کی کشش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کمزور لوگ جو عموماً اقتصادی امور کو دینی امور پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں آہستہ آہستہ ڈگمگانے شروع ہو جائیں گے۔

پھر اگر سوچا جائے تو قوم میں قربانی کی روح کو ترقی دینے کے لئے بھی اس قسم کا انتظام ضروری ہے جس کے ذریعہ لوگ اپنے پیچھے اپنے اہل و عیال کے گذارے کے متعلق تسلی پائیں۔ ظاہر ہے کہ وہ شخص جسے یہ خطرہ ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے بیوی بچے بالکل بے سہارا رہ جائیں گے وہ (سوائے ایسے خاص لوگوں کے جن کی نظر صرف خدا کی طرف ہوتی ہے اور جن کیلئے قربانی بہرحال ان کی روح کی غذا ہے) کبھی اس دلیری اور جرأت کے ساتھ قربانی کی طرف (ہاں اس قربانی کی طرف جس میں موت و حیات کی بازی لگانی پڑتی ہے) قدم نہیں اٹھا سکتا جس جرأت کے ساتھ کہ وہ شخص قدم اٹھا سکتا ہے جو یہ تسلی رکھتا ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے بیوی بچوں کے گذارے کا سامان موجود ہے۔ پس اگر غور کیا جائے تو یہ سوال محض اقتصادی سوال ہی نہیں بلکہ حقیقۃً قومی ترقی اور قومی استحکام اور قومی تربیت کا بھی بھاری ذریعہ ہے جس کی طرف سے کوئی زندگی کا عزم رکھنے والی قوم آنکھیں بند نہیں کر سکتی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم لوگ دوسروں کے پکے پکائے کھانے کی طرف تو بڑے شوق سے لپکتے ہیں خواہ اس میں گوبر ہی ملا ہوا ہو مگر خود اپنی تدبیر اور اپنی کوشش سے اپنے لئے پاک کھانا پکانے کے واسطے تیار نہیں ہوتے! خلاصہ کلام یہ کہ:-

(۱) چونکہ بیمہ زندگی کی مروجہ پالیسیاں میرے علم میں سب کی سب ایسی ہیں جن میں کسی نہ کسی رنگ میں سود اور جوئے کا عنصر داخل ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ دونوں چیزیں اسلام میں قطعی طور پر ناجائز ہیں اس لئے لازماً ایسی پالسیاں بھی جائز نہیں سمجھی جا سکتیں جن میں سود یا جوئے کا عنصر شامل ہو

(۲) ہاں اگر کوئی ایسی پالیسی ایجاد ہو سکے جس میں ان دو ناجائز عناصر کا دخل نہ ہو تو اس پر ہماری شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ اسلام اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جہانتک ممکن ہو ہر مسلمان اپنے مستقبل کی طرف بھی نگاہ رکھے اور اپنے اہل و عیال کو ایسی حالت میں چھوڑ کر نہ جائے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

(۳) جب تک حکومت کو ان امور میں ضروری مقام حاصل نہیں ہوتا یا جب تک بیمہ کمپنیاں کوئی ایسی پالیسی ایجاد نہیں کرتیں جو سود اور جوئے کے عنصر سے پاک ہو۔ اس وقت تک یہ ایک قومی فرض ہے کہ باہم مشورہ سے کوئی ایسا انتظام سوچا جائے جس کی وجہ سے لوگ اپنے پیچھے اپنے اہل و عیال کے گذارے کے متعلق مطمئن ہوں۔ اور نہ صرف وقت آنے پر امن کی موت مر سکیں بلکہ قربانی کی موت کیلئے بھی ہر وقت دلی شوق کے ساتھ تیار رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ۔ لاہور ۹ جنوری ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان کامیابی

مولانا رحمت علی صاحب فاضل کی تقریر

ربوہ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۰ء یوم سالانہ اجتماع کے موقعہ پر زیر صدارت صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ایک جلسہ میں "انڈونیشیا میں تبلیغ احمدیت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مکرم مولوی رحمت علی صاحب مبلغ انچارج انڈونیشیا نے فرمایا۔

میں کیا تھا۔ اور کیا ہوں۔ شاید آپ میں سے بعض کو علم نہ ہو۔ اس لئے میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔ میں قادیان کا ایک طالب علم تھا۔ اور طالب علم بھی ایسا جو کسی کلاس میں بھی اچھے نمبروں پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ مگر بوجہ اس کے کہ میں خادم مسیح موعودؑ تھا۔ میں خادم مصلح موعود تھا۔ میں نے وہ کام کیا جس پر میں خود بھی حیران ہوں۔ آج سے پچیس سال قبل جو رحمت علی انڈونیشیا بھیجا گیا تھا وہ اور تھا۔ اور ۱۹۵۰ء میں جو رحمت علی انڈونیشیا سے واپس آیا وہ اور ہے۔

فرمایا۔ میں ستمبر ۱۹۲۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام لے کر انڈونیشیا میں جس کا اس وقت کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ سماٹرا جزیرہ میں پہنچا۔ وہاں کا کلچر اور تھا۔ تہذیب و معاشرت اور تھی۔ زبان اور تھی۔ شروع شروع میں میں نے صرف تین چار الفاظ یاد کر لئے تھے۔ اور وہ عیسیٰ اور مہدی وغیرہ کے تھے۔ تقریر کرتے ہوئے یا انفرادی طور پر تبلیغ کرتے ہوئے میں اشاروں میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مثلاً وفات مسیح ثابت کرتے ہوئے میں ہاتھ سے قبر مسیح بنا دیا کرتا تھا۔

انڈونیشیا کئی ہزار جزائر کا مجموعہ ہے۔ جو آباد ہیں ان میں سے زیادہ مشہور سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ اور سلیبس جزائر ہیں۔ ملک کی لمبائی اور چوڑائی ہمارے ملک سے زیادہ ہے۔ اور آبادی بھی قریبًا اس کے برابر ہے۔ یعنی سات کروڑ۔ اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اگر پاکستان میں ایک مبلغ کام کر سکتا ہے تو وہاں بھی ایک مبلغ کام کر سکتا تھا۔ ملک کی آبادی اور وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایک پروگرام بنایا اور وہ پروگرام یہ تھا کہ میں دس سال صرف لیکچر ہی دیتا رہوں گا۔ اور مباحثے کروں گا۔ تحریری کام نہ کروں گا۔ پھر دس سال لیکچر کم دوں گا۔ اور تحریری کام زیادہ کروں گا۔ اور اس کے بعد دونوں کام بیک وقت کروں گا۔ نقشہ کو دیکھ کر میں نے یہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ دس سال کے اندر اندر ملک کے ہر علاقہ۔ ہر شہر ہر قصبہ اور دیہات میں مسیح موعود کا نام پہنچ جائے گا۔ سو اس پروگرام کے مطابق میں نے کام شروع کیا۔ اور اتنے لیکچر دیئے اور ملک کے ہر حصہ میں دیئے۔ کہ وہاں کی گورنمنٹ نے بھی کہہ دیا۔ کہ اس شخص نے ہمیں تنگ کر دیا ہے۔ انڈونیشیا میں لیکچر دینے میں بہت سی مشکلات ہیں لیکچر سے تین دن قبل نقص امن کے پیش نظر حکام کو اطلاع دینی پڑتی ہے۔ . . . .

فرمایا۔ انڈونیشیا میں مجھے ابھی چھ ماہ ہی گذرے تھے۔ اور وہاں کی زبان کو ابھی سیکھ بھی نہیں سکا تھا۔ کہ جاوا سے ایک عالم پاڈانگ میں آیا۔ اسے یہ بتا کر کہ میں ابھی زبان نہیں جانتا۔ میرے ساتھ مباحثہ کے لئے تیار کیا گیا۔ لوگوں نے یہ خیال کیا تھا کہ زبان نہ جاننے کی وجہ سے میں مباحثہ میں جیت نہ سکوں گا۔ اور اس طرح آئندہ کے لئے تبلیغی کام میرے لئے مشکل ہو جائے گا۔ یہ مباحثہ دو دن تک جاری رہا۔ مباحثہ سے قبل میں نے دروازہ بند کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ اے اللہ میں تیرا عاجز بندہ رحمت علی ہوں۔ تیرے سامنے خود حاضر ہوتا ہوں۔ لیکن آج لوگوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کیجئیو۔ اگر تو نے آج لوگوں کے سامنے مجھے ننگا کر دیا۔ تو تیرا مسیح رسوا ہو جائے گا۔ دعا کے بعد مباحثہ شروع ہو گیا۔ جاوی عالم نے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور حیات مسیح ثابت کی۔ اس کے مقابلہ میں میں نے گھنٹہ بھر تقریر کی۔ جس کا اس پر یہ اثر تھا کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ رحمت علی زبان نہیں جانتا اور یہی بہانہ بنا کر دوسرے دن اس نے راہ فرار اختیار کی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ انڈونیشیا میں ہماری کسی وقت یہ حالت تھی کہ گلیوں اور بازاروں میں سے گذرتے ہوئے لوگ ہمیں غلیظ گالیاں دیتے تھے۔ اور میں اخلاص کا معیار یہ سمجھتا تھا کہ جو شخص میرے ساتھ پانچ دس قدم چلے۔ اور اس کے کان گالیاں برداشت کر لیں تو وہ سچا احمدی ہے۔ مخالفت کے اس طوفان میں ملک کے کونے کونے میں مسیح موعودؑ کا نام پہنچایا گیا۔ اب حالت یہ ہے کہ ملک کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں احمدیت کا نام نہ پہنچا ہو۔ ملک کا کوئی کونہ ایسا نہیں جس میں کوئی احمدی نہ ہو۔ میں نے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور انہیں پورے ملک میں شائع کیا ہے۔ عیسائیوں سے جب ہمارا مباحثہ ہوتا ہے۔ تو نصف سے زیادہ پنڈال میں آنے والے اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ابھی تک ہمارے صرف تین مباحثے ہوئے ہیں ان کے بعد کوئی مسلمان عالم مباحثہ کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اس وقت وہاں کی جماعت ہزاروں افراد پر مشتمل ہے ملک کا کوئی اخبار۔ کوئی رسالہ اور کوئی مجلہ ایسا نہیں۔ جس میں کبھی نہ کبھی احمدیت کا ذکر نہ آیا ہو۔ کلچر کے متعلق ایک مشہور رسالہ "انڈونیشیا" ہے جس میں صرف چند نامور ادیب ہی مضمون لکھ سکتے ہیں۔ اس میں بھی ربوہ کے حالات چھپ چکے ہیں۔ (مولوی صاحب موصوف کے پاس وہ رسالہ موجود تھا اور آپ نے اس میں سے وہ مضمون نکال کر حاضرین کو دکھایا) آج کل وہاں پانچ پاکستانی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) مکرم ملک عزیز احمد صاحب (۲) مکرم مولوی سید شاہ محمد صاحب (۳) مکرم مولوی امام الدین صاحب (۴) مکرم میاں عبد الحی صاحب (۵) مکرم مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری

ان کے علاوہ متعدد مقامی مبلغ ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ میں تن تنہا وہاں گیا۔ مجھ میں کوئی خوبی نہ تھی جس کی وجہ سے میں لوگوں پر اثر انداز ہو سکتا۔ پھر اتنا کام کیسے ہو گیا۔ میں خود بھی حیران ہوں۔ مگر یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔ اور اس کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت تھی۔

انڈونیشیا ایک زرخیز ملک ہے۔ اس میں ہر چیز بافراط ہوتی ہے۔ اس لئے ماضی میں ہر ایک کی نظر اس طرف لگی رہی ہے۔ پہلے زمانہ میں ہندو بھاگے تو انہوں نے اس طرف رُخ کیا۔ پرتگیز آئے تو انہیں بھی یہی ملک پسند آیا۔ انگریز آئے۔ تو ان کا بھی یہ ملک چھوڑنے کو جی نہ چاہا۔ ڈچ آئے تو وہ بھی وہیں کے ہو رہے۔ پھر جاپان آیا۔ تو اس نے بھی وہاں جا دم لیا۔ اب ری پبلک کا دور ہے۔ جاپانی دور میں میری یہ حالت تھی۔ کہ جب بھی کوئی موٹر میرے پاس سے گذرتی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی گردن الگ ہو جائے گی ایک دفعہ میرے خلاف جاسوسی کا الزام لگایا گیا۔ اور سی۔ آئی۔ ڈی کے ایک آدمی عبد الرحمن نامی نے مجھے بتایا کہ اگر آج تو پانچ منٹ بھی زندہ رہا تو میں مانوں گا۔ میں حکام کے پاس گیا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا طریق سمجھایا کہ میں نے انہیں تبلیغ بھی کر دی۔ اور میری تبلیغ کا ایک اثر ان پر یہ بھی ہوا کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی بھی مجھ پر جاسوسی کا شبہ نہ کیا۔ دوسرے مبلغین کو انہوں نے گرفتار کیا۔ لیکن مجھے گرفتار نہ کیا۔ میں نے ۷۳ صفحات پر مشتمل ایک مضمون جاپان میں بھی اشاعت کے لئے بھیجا۔ اور اکثر دفعہ ریڈیو پر بھی بولنے کا مجھے موقعہ مل جاتا تھا۔ غرض عبد الرحمن مذکور تو یہ خیال کر رہا تھا کہ اب وہاں صرف میری نعش نظر آئے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے میں وہاں سے بالکل محفوظ نکل آیا۔ . . . .

. . . . اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔

مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ انڈونیشیا میں کب اسلام پھیلا۔ مگر یہ یقینی بات ہے۔ کہ ملائی تاجر انہیں تبلیغ کرتے تھے بائیس ۲۲ اولیاء اللہ اس ملک میں آئے۔ اور انہوں نے ملک بھر میں تبلیغ کی۔ ان کے معجزات اب تک زبان زد خلائق ہیں۔ ان میں سے تین آدمی زیادہ مشہور ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی۔ اور وہ یہ ہیں۔ (۱) ملک ابراہیم (۲) راڈن رحمت (۳) عبد الرؤف۔ ان اولیاء اللہ میں سے ۹ ولیوں نے احمدیت کے متعلق مختلف پیشگوئیاں کی ہیں۔ اگر انہیں اکٹھا کیا جائے۔ تو احمدیت کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ ان میں سے بعض نے مسیح موعود کے انڈونیشیا آنے والے خادم کا حلیہ اور لباس بھی لکھا ہے۔

انڈونیشی اقوام کی عادات و اطوار کے متعلق مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔

اُن کی عادات پنجابیوں سے ملتی جلتی ہیں سب سے پہلی عادت جس نے مجھے ان کا گرویدہ بنا لیا تھا وہ مہمان نوازی ہے۔ آپ کسی گھر جائیں۔ گھر والوں کے آپ واقف ہوں یا نہ ہوں۔ بلکہ خواہ کسی کے دشمن کے گھر بھی آپ چلے جائیں تو گھر والے نہایت خندہ پیشانی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے۔ اور بغیر چائے پئے واپس آنا مشکل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جاپانی۔ چینی عرب۔ ڈچ اور انگریز اقوام جو مختلف وقتوں میں یہاں آئیں وہ یہیں کی ہو رہیں۔

(۲) جب دلائل سے کسی چیز کو ان کے سامنے ثابت کر دیا جائے۔ تو وہ اس کا انکار نہیں کریں گے۔

(۳) جھوٹ سے متنفر ہیں (۴) دغا۔ فریب۔ دھوکہ ان میں نہیں پایا جاتا (۵) صاف دل اور صاف گو ہیں (۶) علم دوست ہیں۔ اور علم کے حصول کیلئے وہ بہت دور دور جاتے ہیں (۷) فقہ میں بہت دلچسپی لیتے ہیں (۸) علم کی مرض زیادہ ہے۔ اور تشکون بہت لیتے ہیں (۹) رسم و رواج کو شریعت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے ایک شخص خواہ وہ کتنا ماہر ہو اگر وہ رسم و رواج پر معترض ہو۔ تو وہ حیران رہ جاتے ہیں (۱۰) عید الفطر جب آتی ہے۔ تو وہ سات دن تک جس کسی سے ملتے ہیں۔ اُس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اس میں چھوٹے بڑے امیر و غریب سب برابر ہیں۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ان میں کس حد تک اتفاق اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ اسی روح کی وجہ سے وہ ایک ایسی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ پانچ سال کے بعد ہمارا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ آزادی کے بعد اُنہوں نے بہت ترقی کر لی ہے۔ ڈچ زبان سے اُنہیں نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اپنی زبان کی ترقی کے لئے وہ ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ انڈونیشی اقوام بالک۔ ڈایا۔ تگیر و اور نیوگنی کے بعض لوگوں میں ۱۸۸۵ء سے قبل جو بری عادات پائی جاتی تھیں وہ اب نہیں۔ اب وہ بہت ترقی کر چکے ہیں۔ (خاکسار سلطان احمد پیر کوٹی ربوہ ضلع جھنگ)

حفظ: کتابت کرتے وقت رجسٹر نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیہات کی تعمیر نو

حکومت سے ضروری گذارشات

سیلاب سے ہمارے دیہات کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا ازالہ تو ممکن ہے کئی سالوں کے بعد ہی ہو۔ لیکن اس سے کچھ مفید نتائج بھی اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ ہمارے سابقہ دیہات غلیظ، تنگ، تاریک اور بیماریوں کی پرورش گاہ تھے اب از سر نو ان کی تعمیر سے قبل ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ آئندہ ان کو ان نقائص سے کس طرح مبرا رکھا جا سکتا ہے۔

سب سے مقدم امر یہ ہے کہ تعمیر کے کام سے قبل پلاننگ کا کام وسیع پیمانہ پر کیا جائے۔ حکومت کے ماہرین دیہات کے نقشے جدید تقاضوں کے مطابق تیار کریں جن میں سکولوں، مسجدوں، پنچایت گھروں، مہمانخانوں اور دیہاتی کلبوں کے لئے موزوں جگہوں کا انتخاب کیا جائے۔ موجودہ حالات میں غیر مسلموں کی افتادہ زمینوں اور ملبہ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سیدھی اور کشادہ گلیوں کے علاوہ پختہ کنوئیں اور پارک تیار کئے جائیں۔ اس کے علاوہ ڈیفنس یعنی ہوائی حملوں وغیرہ سے بچاؤ کا خاص خیال رکھا جائے۔ جو ہڑ اس وقت دیہات کی تباہی میں اضافہ کا موجب بنے ہیں۔ بہت دور کھودے جائیں۔ نیز پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔

لیکن یہ کام جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر فوری بھی ہے۔ ورنہ حکومت کی ذرا سی تاخیر سے یہ سکیم ناقابل عمل بن کے رہ جائے گی۔ کیونکہ سردی کی آمد آمد ہے اور دیہاتی سر چھپانے کے لئے۔ بہت جلد جھونپڑیاں وغیرہ تیار کرنے کی فکر میں ہیں۔

اس سیلاب سے دوسرا فائدہ اس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت حکومت زمینداروں میں ترقی یافتہ بیج اور مشینی آلات زراعت باآسانی رائج کر سکتی ہے۔ اگر حکومت جیسا کہ اس سے توقع کی جاتی ہے خود بیج مہیا کرے۔ تو آئندہ بہترین ترقی یافتہ فصلوں اور جنسوں کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ دوسرے مویشیوں کی بیشتر تعداد مر جانے سے حکومت قسطوں پر ٹریکٹر وغیرہ مہیا کر کے شاندار نتائج اخذ کر سکتی ہے۔ اور زمینداروں کی اعانت کا اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ہمارے موجودہ دیہات اُس وقت آباد ہوئے تھے۔ جب ہمارے دریا بہت گہرے اور مون سون کا اثر کم ہونے کی وجہ سے طغیانی کے خطرہ سے محفوظ تھے۔ لیکن اب معاملہ برعکس ہے۔ تمام ایسے دیہات جو بارہ دارت پانی کی زد میں ہوں یا زیریں زمین میں واقع ہوں۔ ان جگہوں پر دوبارہ نہ تعمیر ہونے دیئے جائیں۔ ورنہ انہیں ہمیشہ تباہی کا خطرہ دامنگیر رہے گا اور حکومت کو ان کے لئے کسی متبادل جگہ کا انتظام کرنا چاہیئے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ حکومت اگر اس قسم کی اصلاحات کے نفاذ کا ارادہ رکھتی ہو تو اس کی تکمیل کے لئے نوٹیفائڈ ایریا یا سمال ٹاؤن کمیٹیاں بہت ممد ہو سکتی ہیں۔ جو خود کفیل ہونے کے علاوہ حکومت کے بار کو بھی ہلکا کر سکتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ حالات میں ہر ایسے گاؤں میں جس کی آبادی ۳ ہزار کے لگ بھگ ہو۔ فوری طور پر ایسی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیئے۔

(خاکسار: منیر احمد دینس)

وفات

محترمہ والدہ صاحبہ برکت بی بی ½ ۱ ہفتہ کی علالت کے بعد ہمیں جدائی دے کر اپنے مالکِ حقیقی کے حکم کے ماتحت اس فانی دنیا سے ہمیشہ کے لئے رحلت فرما گئیں۔ مرحومہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع جن الفاظ میں میرے ماموں زاد بھائی عزیزم چوہدری محمد شفیع صاحب نے دی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں "آج ۲۲ و ۲۳ ستمبر کی درمیانی شب تقریباً ½ ۱۱ بجے رات یتیموں کی خبر گیری کرنے والی۔ بیوہ عورتوں کی دلی خیر خواہ۔ ہر مصیبت زدہ کی مصیبت میں شریک ہونے والی ہستی۔ ہر بھائی کا غم اصلی معنوں میں اپنا غم سمجھنے والی۔ دوسرے معنوں میں گاؤں کے شریک بھائیوں اور دوسرے لوگوں کی بلکہ میری پیاری دلی ہمدرد۔ داغ مفارقت دے گئی"

مذکورہ بالا اوصاف حمیدہ کے علاوہ ایک بڑا وصف آپ میں یہ تھا کہ ہمارے سوتیلے بڑے بھائی سے تمام عمر ان کے ایسے اعلیٰ تعلقات رہے۔ کہ ہمارے بھائی صاحب ہم سے بڑھ کر ان کے فرمانبردار اور خدمتگار رہے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو بہت ہی کم مستورات میں پائی جاتی ہے اور جس کی کے باعث اکثر گھروں کا امن برباد ہو کر رہ گیا ہے۔

احباب کرام سے التجا ہے کہ وہ حضرت والدہ مرحومہ کے لئے دل سے دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قریب ترین جگہ عطا فرمادیں۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ ہم اپنی والدہ صاحبہ کے لئے ایسی نیکیاں کر سکیں کہ جن سے ان کے درجات میں بلندی ہو۔ آمین ثم آمین

(عبدالکریم احمدی)

قابل تقلید مثال

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ستمبر سنہ میں جامع مسجد احمدیہ کے وسیع کرنے کے لئے) مورخہ ۳۰/۹ کے پرچہ میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ احباب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ جناب میاں سراج الدین صاحب، سائیکل ڈیلر نیلہ گنبد لاہور نے باوجودیکہ ان کا اپنا مکان کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے گھر کے لئے پانچہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے کہ جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور اپنے پیارے امام کا ارشاد پورا کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے۔

قادیان دارالامان میں درویشی دور کی تیسری (۳) شادی

گذشتہ ماہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کوئٹہ میں ہمارے دو درویش بھائیوں کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔ جن میں سے برادرم مولوی محمد صادق صاحب۔ ناقد مبلغ درویش قادیان (جن کا نکاح مکرم حافظ سخاوت علی صاحب آف شاہجہان پور حال قادیان کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا) کی شادی کا پروگرام مورخہ ۲۵/۹ بروز سوموار عمل میں آیا۔ برات ۳ بجے بعد دوپہر جامعۃ المبشرین سے مکرم حافظ صاحب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی۔ وہاں پر مکرم حافظ صاحب و مکرم حضرت امیر صاحب مقامی نے برات کا خیر مقدم کیا۔ رخصتانہ کی تقریب میں قریباً سب درویش شریک ہوئے۔ برات اسی شام دلہن کو ساتھ لے کر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے مکان پر واپس آگئی۔ جہاں پر مکرم ناقد صاحب قیام پذیر ہیں۔

دوسرے روز مولوی محمد صادق صاحب ناقد کی طرف سے بعد نماز مغرب مدرسہ احمدیہ کے صحن میں دعوت ولیمہ دی گئی۔ مکرم امیر صاحب۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے علاوہ قریباً یکصد درویش اس دعوت میں شریک ہوئے۔ یہ منظر سادہ مگر پُر لطف تھا۔ تلاوت۔ نظم اور دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے بابرکت بنائے آمین

(خاکسار محمود احمد عارف واقف زندگی قادیان)

بیمار درویش بھائیوں کے لئے درخواست دُعا

برادرم رفیع الدین صاحب درویش مورخہ ۱۹/۹ بروز منگل ایک مکان کی چھت اتارتے وقت اچانک گر گئے تھے۔ چند ایک چوٹیں لگنے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ اور احمدیہ شفاخانہ قادیان میں زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت اب بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ مگر دائیں بازو کی تکلیف میں ابھی بہت کم افاقہ ہے۔

(۲) برادرم شیخ محمود احمد صاحب پشاوری گذشتہ ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں لگاتار بخار سے صحت پر کافی اثر ہے۔ جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ ان درویش بھائیوں کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں

(خاکسار محمود احمد عارف واقف زندگی قادیان)

بنگلور میں احمدیہ لائبریری

شہر بنگلور میں جماعت احمدیہ نے ایک لائبریری قائم کی ہے۔ اگر کوئی دوست اس لائبریری کے لئے مفید کتابیں سلسلہ کی یا دیگر پیش کر سکیں تو بڑے شکریہ کے ساتھ قبول کر لی جائیں گی۔ اور اس کے بدلے میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب کے مستحق بنیں گے (محمد صبغت اللہ احمدی سکرٹری دعوت و تبلیغ جماعت احمدیہ نمبر ۲۰-۲۱ نیو مارکیٹ بنگلور سٹی)

درخواست دُعا

میری اہلیہ چند دنوں سے مختلف عوارض سے بیمار ہے۔ اور اب پہلے سے زیادہ تکلیف ہے احباب کرام اور درویشان قادیان صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (رشید احمد ولد نور احمد درویش قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعزیت

برادرم محی الدین مرحوم پائیلٹ افسر کی بے وقت اور ناگہانی وفات کا سنکر مجھکو اور میرے خاندان کو سخت صدمہ ہؤا مرحوم کے ساتھ میرے برادرانہ تعلقات تھے اور ہم بچپن سے اکٹھے کھیلتے اور پڑھتے رہے ہیں۔ مرحوم بڑی خوبیوں کا انسان تھا۔ دراصل میں نے مرحوم کے خاندان ہی میں پرورش پائی ہے۔ میں اور میرا خاندان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے

(خاکسار چوہدری عبدالعزیز نظامی فیروز پوری حال لاہور)

پتہ جات مطلوب ہیں

مجھے مندرجہ ذیل حضرات کے پتے درکار ہیں جن صاحب کو معلوم ہوں براہ کرم آگاہی بخشیں

۱۔ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی

۲۔ انعام اللہ صاحب خلف سابق انسپکٹر صاحب آف ورکس این ڈبلیو ریلوے دہلی

آغا آفتاب احمد قزل باش معرفت سید اخلاق حسین صاحب بیرسٹر

نمبر ۱۰۔ فین روڈ لاہور

گوجرانوالہ کی جماعتوں کو اطلاع

جماعتہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کا تقرر برائے امیر ضلع ۳۰ ؍اپریل ۱۹۵۳ء تک منظور فرمالیا ہے۔ اسی طرح حضور نے سید محمد یوسف شاہ صاحب کا تقرر بھی بطور نائب امیر ضلع منظور فرمالیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ تمام جماعتیں ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون فرمادیں گی۔ (محمد بخش بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ گوجرانوالہ)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی صنعت کو فروغ دیں۔

(مینیجر اشتہارات)

مسلم لیگ احمد نگر کی سرگرمیاں

احمد نگر (جھنگ) ۲۷ ؍ستمبر:۔ آج ریلیف کمیٹی مسلم لیگ احمد نگر کا ایک وفد زیر قیادت جناب مولانا ابو العطا صاحب صدر مسلم لیگ مقامی جناب سید باقر حسین تحصیلدار چنیوٹ سے ملا۔ وفد کے قائد اور اراکین نے احمد نگر کے سیلاب زدگان کے کوائف پیش کئے اور فوری امداد کی درخواست کی۔ تحصیلدار نے نہائت ہمدردی اور توجہ سے وفد کی گذارشات کو سنا۔ اور امداد کا یقین دلایا۔

محمد شفیع اشرف سیکرٹری ریلیف کمیٹی مسلم لیگ احمد نگر۔

درخواست ہائے دعا

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ پریزیڈنٹ لجنہ اماء اللہ لاہور کی نوجوان بچی کی بینائی اچانک جاتی رہی ہے۔ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہی ہیں۔ مگر تا حال کوئی خاص افاقہ نہیں ہؤا۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

(۲) نیز مکرم عبد الغنی صاحب بھارت نگر لاہور کے بھائی مطیع اللہ صاحب تشویشناک طور پر علیل ہیں۔ ڈاکٹری تشخیص پھیپھڑوں میں شدید ورم ہے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی خصوصیت سے دعا فرمائی جائے (خاکسار غلام محمد ناشر)

کیا آپ نے قیمت اخبار

بذریعہ منی آرڈر بھجوادی ہے۔ اگر نہیں بھجوائی تو مہربانی فرماکر اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء میں ختم ہونے والی قیمت اخبار بھجوادیں۔ اور وی پی کا انتظار نہ کریں۔ منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھجوانے میں آپ کو فائدہ ہے۔ (مینیجر)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بھابی ایس سی (آنرز) ایل ایل بی پی سی ایس ڈپٹی کسٹوڈین لائل پور

مقدمہ نمبر ۲۴/۸ آف ۱۹۴۹ء

یونائیٹڈ کاٹن اینڈ ڈی لرٹیڈز کراچی بذریعہ پسر محمد اسمٰعیل ولد میاں غلام رسول قوم شیخ پیشہ تجارت حال وارد گوجرانوالہ

بنام

(۱) خان چند۔ غیر مسلم حال سکنہ عدم پتہ ہندوستان

(۲) دی ری ہیبلی ٹیشن ڈیپارٹمنٹ لائل پور

(۳) عنائت اللہ ولد محمد خان ذات کھوکھر سکنہ گوجرانوالہ

درخواست زیر دفعہ ۱۶ آرڈیننس نمبر ۱۵ سال ۱۹۵۰ء برائے تصدیق کئے جانے پر اور کہ عدد دکانات دوئی جو مسمی عنائت اللہ مسئول علیہ نمبر ۳ نے مسئول علیہ نمبر ۱ سے بتاریخ ۸/۴/۴۷ ابراہے رسید اقراری دستخطی مسئول علیہ نمبر ۱ مبلغ ۴۸۰۰/- روپیہ خرید کی تھی وہ بالکل جائز اور درست ہے

نوٹس بنام:۔ خان چند غیر مسلم حال ساکن عدم پتہ ہندوستان (۲) دی ری ہیبلی ٹیشن ڈیپارٹمنٹ لائل پور (۳) عنائت اللہ ولد محمد خان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی خان چند غیر مسلم مذکور تعمیل سمن سے عمداً دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام خان چند غیر مسلم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر خان چند مذکور تاریخ ۸ ماہ نومبر سنہ ۱۹۵۰ء کو مقام لائل پور حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی۔ آج بتاریخ ۴ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہؤا۔

دستخط حاکم . . . . . . مہر عدالت . . .

دواخانہ خدمت خلق

جنوب جگر جگر کو طاقت دینے اور اس کا فعل درست کرنے اور خون پیدا کرنے کی مفید گولیاں جو بہت سی امراض جگر کے ضعف سے پیدا ہوتی ہیں قیمت ایک درجن ۳ ر

جوشاندہ جگر جگر کی خرابیوں کا بہترین جوشاندہ جگر کو سددوں سے صاف کر دیتا ہے اور خون کی صفائی میں بہت مفید ہے سستی اور جسم ٹوٹتے رہنے کی تکلیف ہو۔ تو سمجھئے جگر خراب ہے۔ قیمت ایک خوراک دو آنے۔

مرکب افسنتین خون کی صفائی اور بخاروں کے لئے بیحد مفید۔ قیمت فی تولہ ۸ ر

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ مغربی پاکستان

درخواست دعا

میرے والد جناب چوہدری محمد علی خان صاحب کچھ دنوں سے بیمار ہیں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار مختار احمد ایجنٹ برما شیل نواب شاہ (سندھ)

دو طاقت بخش تحفے

لبوب کبیر درجہ خاص تمام معجونات جن کے علاوہ سونا، چاندی، زعفران، عقیق، یاقوت اور مرجان وغیرہ قیمتی اجزا کا مرکب ہے مقوی طاقت دماغ اور دل و سیلان اعصاب کو طاقت دے کر رنگ نکھارنے والا لاجواب اور نشاط انگیز تحفہ ہے

زد جام عشق یہ گولیاں معدہ میں پہنچنے کے بعد بڑی سرعت سے خون میں جذب ہو جاتی ہیں اور اپنے لطیف اجزا پٹھوں کے مرکز اول میں تحریک پیدا کرکے کمر کے اعصاب میں بھی قوت کی لہریں دوڑا دیتے ہیں۔ موسم سرما کا خاص تحفہ ہے

طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس ۴۸۹ لاہور

تمام مردانہ پوشیدہ امراض کا

سو فی صدی کامیاب علاج کی گارنٹی کے لئے بمبئی کے مشہور پندرہ سالہ تجربہ کار ڈاکٹر حکیم محمد شفیع سہروردی سے مشورہ کریں اگر آپ بچپن کی غلط کاریوں سے یا اپنے ہاتھوں اپنی جوانی کو بالکل تباہ و برباد کر چکے ہوں۔ ہوش آنے پر قسم قسم کے علاج کرا کر مایوس ہو چکے ہوں تو آپ بالکل نہ گھبرائیں بلکہ زندگی کا صحیح لطف اٹھانے کے لئے ڈاکٹر محمد شفیع صاحب سے ملاقات کریں۔ خاص مردانہ کمزوری خواہ کسی وجہ سے بھی ہوگئی کے علاوہ بواسیر کا علاج بھی ایک ہفتہ میں گارنٹی سے کیا جاتا ہے۔ کے ایڈریس کا اچھی طرح خیال کریں۔ پتہ:۔ ڈاکٹر حکیم محمد شفیع سہروردی بمبئی دواخانہ رائل ہوٹل بلڈنگ پہلی منزل گنپت روڈ کے موڑ پر انارکلی لاہور۔ جو صاحب تشریف نہ لاسکتے ہوں جواب کے لئے چھ پیسے کے ٹکٹ ارسال کریں صبح ۸ سے ۱ بجے تک۔ شام ۳ بجے سے ۷ بجے تک

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

کارڈ آنے پر مفت

عبد اللہ الہ دین سکندرآباد دکن

تریاق اٹھرا۔ حمل ضائع ہوجاتے ہوں یا بچے فوت ہوجاتے ہوں۔ فی شیشی ۸/۲ روپے مکمل کورس ۲۵ روپے۔ دواخانہ نور الدین جودھا مل بلڈنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

مبعوث کریں ہم کوئی رسول" بے شک۔ قرآن کریم میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ ایسے عذاب گناہوں میں بے باکی بڑھ جانے کی وجہ سے ہی آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ ہم پہلے لوگوں کو آنے والے عذابوں سے خبردار کر دیتے ہیں تاکہ وہ ہمارے غفور و رحیم ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔ آپ کو قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ جس جس قوم پر عذاب آیا ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان میں کوئی نہ کوئی نذیر ضرور بھیجا ہے تاکہ وہ ان کو ڈرائے اور وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہے کہ بغیر نذیر کے عذاب آیا ہو۔

کوثر کے مدیر محترم نے اپنے افتتاحیہ کے آخر میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے توبہ کی تو ان سے عذاب ٹل گیا۔ آپ کے خیال میں اس وقت بھی اگر عذاب ٹلایا جا سکتا ہے تو اسی طرح جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے اپنے سر سے عذاب ٹلایا تھا یعنی گڑگڑا گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی جائے۔ مگر ایک بات جس کی طرف آپ کی نظر نہیں گئی وہ یہ ہے کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے الٰہی عذاب کی اپنی قوم کو اطلاع دی تھی اور اسی اطلاع کا ہی آپ کی قوم نے فائدہ اٹھایا تھا۔ اگر حضرت یونس علیہ السلام ان کے لئے مبعوث نہ ہوتے تو وہ یہ فائدہ کبھی نہ اٹھاتے بلکہ گناہوں میں بڑھتے چلے جاتے۔

موجودہ دور کی انتہائی بربادیوں کا زمانہ مغربی اقوام کے عروج سے شروع ہوتا ہے۔ جب اس کا کمال عروج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق آنیوالے عذابوں کی خبر اپنے ایک رسول کے ذریعہ دی۔ جس نے آج سے ۷۵ سال پہلے تمام دنیا کو پکار کر کہہ دیا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ السلام نے صرف سیلابوں کے عذاب ہی کی خبر نہیں دی بلکہ زلزلوں کے عذاب اور بہت سے دوسرے زمینی اور آسمانی عذابوں کی بھی خبر دی ہے۔ ذرا غور فرمائیے! مغربی اقوام کا خروج کیا کیا عذاب اپنے جلو میں لا رہا ہے بے شک یہ عذاب مغربی بے خدا تہذیب کو اختیار کرنے والی دنیا جس گناہ کے سمندر میں غرق ہو گئی ہے اس [illegible] آ رہے ہیں لیکن سعید روحیں ضرور [illegible] تی ہیں کہ یہ وہی [illegible] زور آور حملے ہیں"

مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے شروع سے ہی ان عذابوں کی خبر جا بجا دی ہے۔ آپ کی تصنیفات اس خبر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ یہاں آپ کی مشہور و معروف پیشگوئی کے کچھ الفاظ حقیقۃ الوحی سے ہم دہراتے ہیں جو آج سے قریباً ۴۳ سال پہلے لکھی گئی۔ اس وقت اگرچہ مغربی تہذیب کی سیہ کاریاں عروج پر آ چکی تھیں مگر ان عذابوں کا قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا تھا جو ان سیہ کاریوں کے نتیجہ میں آ رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

"میں شہروں کو گرتا دیکھتا ہوں
اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔
وہ واحد یگانہ ایک مدت تک
خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں
کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔
اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت
کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔
جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے
کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے
کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے
سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ
تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک
کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے
نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں
کے سامنے آ جائے گا۔ اور
لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود
دیکھ لوگے۔ مگر
خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو
تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا
ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور
جو اس سے نہیں ڈرتا۔ وہ مردہ ہے
نہ کہ زندہ۔" (مسیح موعود علیہ السلام)

اس لئے
گڑگڑا گڑگڑا کر توبہ کرو تاکہ
حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح
کم سے کم باقی آنے والے عذابوں
سے ہی بچ جاؤ۔"

دوسروں کے جلسے درہم برہم کرنا

بعض مسلم لیگ کے دشمن اخباروں میں میاں ممتاز دولتانہ کی راولپنڈی والی تقریر کے متعلق یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جب میاں ممتاز دولتانہ نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت اسلامی کے خلاف کہنا شروع کیا تو

"عوام برہم ہو گئے اور جلسہ میں گڑبڑ شروع ہو گئی ...... اور کچھ لوگ اسٹیج پر چڑھ گئے۔ اور میاں ممتاز دولتانہ نے دیکھا کہ عوام بہت برہم ہیں تو جھٹ موٹر میں بیٹھ کر رفوچکر ہو گئے۔"

(قاصد ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی اسلامی جماعت بھی احراریوں اور خاکساروں کے نقش قدم پر جا رہی ہے اور وہ دوسروں کے جلسوں کو درہم و برہم کرنے میں وہی کارہائے نمایاں دکھانے والی ہے جو احراری اور خاکسار دکھاتے رہے ہیں۔ سیالکوٹ میں جب احراریوں نے جماعت احمدیہ کے جلسہ پر اینٹیں پھینک کر معصوموں اور بے گناہوں کو زخمی کیا تھا تو ان کے ساتھ مودودی صاحب کے صالحین اور خاکسار بھی برابر کے حصہ دار تھے۔ مودودی صاحب کے آنریری سیکرٹری نعیم صدیقی اور بعض دوسرے اسلامی جماعت والے تو کھلم کھلا احراریوں اور دوسرے خاکساروں کے جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں اور احراریوں کا اخبار آزاد جو فتنے احمدیت کے خلاف کھڑے کرتا ہے یا نئی افترا گھڑتا ہے تو "قاصد" اور "کوثر" بھی ضرور اس کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا آسان ہے کہ اس جماعت کا بھی جلد یا بدیر وہی حشر ہونا ہے جو احراریوں یا خاکساروں کا ہوا۔

تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ

تھرڈ ایئر فورتھ ایئر بی اے بی ایس سیکنڈ ایئر ایف اے ایف ایس سی (نان میڈیکل) اور سب مضامین میں ایم اے ایم ایس سی کی جماعتوں میں داخلہ ۳۰ ستمبر سے ۱۱ اکتوبر تک جاری رہے گا انشاء اللہ فرسٹ ایئر ایف اے ایف ایس سی کلاس میں داخلہ کے لئے صرف ۳۰ ستمبر کا دن مخصوص تھا۔ اس لئے اس جماعت میں داخلہ ممکن نہ ہوگا۔ تفصیلات کے لئے کالج پراسپکٹس طلب فرمائیے

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور)

امریکی فوجیں شمالی کوریا میں داخل ہو گئیں

ٹوکیو ۲ اکتوبر۔ جنوبی کوریا کی فوجیں آج ۳۸ ویں متوازی خط کو عبور کر کے شمالی کوریا کی سرحد میں داخل ہو گئی ہیں امریکہ کے فوجی لیڈران افسروں کی اطلاع کے مطابق جنوبی کوریا کی فوجوں نے آج سوا گیارہ بجے شمالی کوریا کی سرحد میں داخل ہو کر مشرقی ساحل کی جنتی ہوتی بندرگاہ یانگ کی جانب اپنی پیش قدمی کو جاری رکھا۔

بیانات کے مطابق وہ سرحد کے ایک میل اندر پہنچ چکی ہیں — اس سے قبل کے بیانات میں بتایا گیا تھا کہ جنوبی کوریا کے گشتی دستے سرحد کے ساتھ ساتھ سات میل گشت کرنے کے بعد دشمن سے مٹھ بھیڑ کے بغیر واپس آ گئے تھے — اس اثناء میں ٹوکیو اور سیول کی نشرگاہوں سے جنرل میکارتھر کا پیغام بار بار نشر کیا جا رہا تھا۔ جس میں شمالی کوریا کی فوجوں سے ہتھیار ڈالنے کی اپیل کی گئی ہے۔ امریکی طیاروں نے اس اپیل کی ۲۵ لاکھ کاپیاں شمالی کوریا کے مختلف مراکز پر پھینکی گئی ہیں — جنرل میکارتھر نے آج ایک بیان میں اس امکان کا اظہار کیا۔ کہ شمالی کوریا کی فضائی طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے ایک امریکی طیارہ نے کل شمالی کوریا کے ایک ہوائی اڈہ پر چھ یک انجن جٹ طیاروں کو دیکھا۔ لیکن ان پر حملہ ہونے سے قبل ہی وہ فرار ہو گئے۔ بعد ازاں امریکی طیاروں نے اسی ہوائی اڈہ پر دو شمالی طیاروں کو تباہ کیا۔ اور دو کو نقصان پہنچایا۔ اس حملہ میں ایک امریکی طیارہ تباہ ہوا۔ اور آٹھ طیاروں کو معمولی نقصان پہنچا۔

جنرل میکارتھر کے ہیڈ کوارٹر نے اعتراف کیا ہے۔ کہ خفیہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ شمالی کوریا کی فوجیں سرحد کے پار مدافعت کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ ۳۸ ویں خط متوازی سے ۱۲ میل شمال میں سنماک شمالی کوریا کے دارالحکومت پیانگ یانگ اور دیگر شہروں میں نئے دفاعی مورچے قائم کئے جا رہے ہیں۔